

22 مارچ 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

عبداللہ بھائی ایم۔ بھگت، وغیرہ۔

بنام

انکم ٹیکس آفیسر، اسپیشل سرکل، مدراس

(ایس۔ کے۔ داس، جے۔ ایل۔ کپور، ایم ہدایت اللہ، جے۔ سی۔ شاہ اور ٹی۔ ایل۔ وینکٹاراما، جسٹرز)

انکم ٹیکس۔ زائر رقم۔ "وفاقی مقاصد" اور "مرکزی حکومت کے مقاصد کے لئے"، معنی، فائننس ایکٹ، 1942 (XII آف 1942)، دفعہ 8(1)۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 (25 اور 26 Geo.V باب 42)، دفعات 100، 124(1)، 138(1) معاہدہ (b)، 313، ساتویں شیڈول آئٹم 54، فہرست 1، جنرل شق ایکٹ، 1897 (10 آف 1897) دفعات 3(ab)(8)(a)، 18 a-

ایک رجسٹرڈ فرم کے شراکت دار کے طور پر درخواست گزاروں کو متعلقہ تشخیصی سالوں کے لئے انکم ٹیکس کا جائزہ لیا گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے "رضا کارانہ انکشاف اسکیم" کے تحت اپنی آمدنی کا انکشاف کیا جو تخمینے سے بچ گئے تھے، اور ظاہر کردہ انکم ٹیکس، سپر ٹیکس اور زائر رقم کا از سر نو جائزہ لینے پر ٹیکس لگایا گیا۔ انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس نہیں بلکہ سرچارج لگانے کو غیر مجاز قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا گیا تھا۔

انہوں نے کہا کہ آمدنی پر ٹیکس عائد کرنے کے لئے قانون سازی کا اختیار وفاقی مقننہ کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 100 ذیلی دفعات (1) اور (2) اور ساتویں شیڈول کی فہرست 1 کے آئٹم 54 کے تحت دیا گیا تھا اور وفاقی مقننہ اس اندراج کے تحت ٹیکس پر سرچارج لگانے کے سلسلے میں

قانون سازی کرنے کی مجاز تھی۔ دفعہ 138 (1) کی شق (بی) نے اس قانون سازی کے اختیارات کے طول و عرض کو محدود نہیں کیا۔ دفعہ 138 میں "وفاقی مقاصد" کی اصطلاح کی وضاحت حکومت ہند ایکٹ میں نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی جنرل کلازا ایکٹ میں۔ لیکن اس دفعہ میں ہی کافی اشارے موجود ہیں کہ سرچارجز وفاق کے محصولات کا حصہ ہوں گے اور اس طرح کی آمدنی کو ان مقاصد کے لئے خرچ کیا جائے گا جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ جنرل کلازا ایکٹ کے تحت لفظ "مرکزی حکومت کے مقاصد" کا تصور حکومت ہند ایکٹ کی دفعہ 138 (1) کی شق (بی) میں لفظ "وفاقی مقاصد" کے استعمال سے مختلف نہیں تھا۔

اصل دائرہ اختیار: 1959 کی درخواستیں زیر نمبرات 140 اور 177 تا 191۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواستیں۔

درخواست گزاروں کی طرف سے ایم آر ایم عبدالکریم اور کے آر چودھری۔

جواب دہندگان کے لئے کے این راج گوپالاشاستری اور ڈی گپتا۔

22 مارچ 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس کپور: یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت سولہ درخواستیں ہیں جو 1942، 1943، 1944 اور 1945 کے فائننس ایکٹ کے تحت ٹیکس دہندگان کی آمدنی پر لگائے گئے سرچارج کے نفاذ کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتی ہیں۔ یہ تخمینہ چار تشخیصی سال 1942-43، 1943-44، 1944-45 اور 1945-46 سے متعلق ہے۔

درخواست گزار مدراس کی محمدالی صرافلی اینڈ کونامی ایک فرم کے چار شراکت دار ہیں، جو ہارڈ ویئر، اسٹاک، حصص وغیرہ میں کاروبار کر رہی تھی۔ 1942-43 سے 1945-46 تک اس فرم کو انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ فرم سمجھا جاتا تھا اور اس وجہ سے شراکت داروں کا اندازہ فرم کے کاروبار سے ہونے والے منافع کے ان کے متعلقہ حصص پر کیا جاتا تھا۔ تمام جائزے 1949 سے پہلے مکمل کیے گئے

تھے اور ان چار سالوں کے لئے تشخیص کے مقصد کے لئے کل آمدنی تقریباً 29,00,000 روپے تھی۔ 1955 میں درخواست گزاروں نے ”رضا کارانہ انکشاف اسکیم“ کے تحت منافع کے بارے میں جو تخمینہ لگانے سے بچ گئے تھے، اپنی آمدنی کا انکشاف کیا اور انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 34 کے تحت کارروائی کی گئی۔ اپریل 1959 کے مہینے میں چاروں شراکت داروں کا از سر نو جائزہ لیا گیا اور اس طرح چاروں تشخیصی سالوں کے لئے کل آمدنی تقریباً 35 لاکھ روپے ہو گئی جس میں پہلے سے تخمینہ لگائے گئے 29 لاکھ روپے بھی شامل تھے۔ اس آمدنی پر انکم ٹیکس، سپر ٹیکس اور سرچارج لگایا جاتا تھا۔ عرضی کے مطابق سرچارج 3,82,791 روپے تھا۔ یہ وہ سرچارج ہے جسے قانون کے اختیار کے بغیر قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت کی وفاقی مقننہ سرچارج لگانے کی مجاز نہیں تھی۔

سرچارج کا اہتمام فائننس ایکٹ، 1942 (ایکٹ XII آف 1942) کی دفعہ 8(1) کے تحت کیا گیا تھا۔ اب اس حصے کا حوالہ دیا جاسکتا ہے:

دفعہ 8(1) "ذیلی دفعات (2) اور (3) کی دفعات کے تابع،-

(الف) یکم اپریل 1942ء سے شروع ہونے والے سال کے لیے انکم ٹیکس شیڈول ٹو کے حصے اول میں بیان کردہ شرحوں پر وصول کیا جائے گا جن میں پیرا گراف اے کے ذیلی پیرا گراف (بی) اور اس حصے کے پیرا گراف بی کا ذیلی پیرا گراف (بی) مرکزی حکومت کے مقاصد کے لیے سرچارج کے ساتھ انکم ٹیکس کی ہر شرح کے سلسلے میں مذکور شرح پر لاگو ہوتا ہے۔ اور

(ب) یکم اپریل 1942 سے شروع ہونے والے سال کے لیے سپر ٹیکس کی شرحیں انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 55 کے مقصد سے شیڈول ٹو کے حصے دوم میں مذکور ہوں گی، جن معاملوں میں اس حصے کے پیرا گراف اے، بی اور سی مرکزی حکومت کے مقاصد کے لیے سرچارج کے ذریعے لاگو ہوتے ہیں۔

یہ دلیل دی گئی تھی کہ وفاقی مقننہ کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 (25 اور 26 جیو وی، سی 42) کے تحت "مرکزی حکومت کے مقاصد کے لئے" سرچارج لگانے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وفاقی مقننہ کا قانون سازی کا اختیار گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے دفعہ 100 میں دیا گیا تھا اور آمدنی پر ٹیکس لگانے کا اختیار ساتویں شیڈول کی فہرست 1 کے آئٹم 54 میں شامل تھا جو درج ذیل تھا: "زرعی آمدنی کے علاوہ دیگر آمدنی پر ٹیکس"۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کا ساتواں حصہ فائننس، پراپرٹی اور سوٹس سے متعلق ہے اور پہلا باب فائننس سے متعلق ہے۔ متعلقہ دفعہ جس پر درخواست گزاروں پر انحصار کیا گیا ہے، یعنی اس ایکٹ کی دفعہ 138(1) اس حصے میں ہے جو وفاق اور وفاقی اکائیوں کے درمیان محصولات کی تقسیم سے متعلق ہے۔ اس حصے میں لکھا ہے:

دفعہ 138(1) "زرعی آمدنی کے علاوہ دیگر آمدنی پر ٹیکس عائد کیا جائے گا اور وفاق کی طرف سے وصول کیا جائے گا،
بشرطیکہ۔
(الف)

(ب) وفاقی مقننہ کسی بھی وقت وفاقی مقاصد کے لئے سرچارج کے ذریعے مذکورہ ٹیکسوں میں اضافہ کر سکتی ہے اور اس طرح کے کسی بھی سرچارج کی پوری آمدنی وفاق کے محصولات کا حصہ ہوگی۔

یہ پیش کیا گیا تھا کہ اس دفعہ کے مطابق وفاقی مقننہ کا سرچارج لگانے کا اختیار صرف وفاقی مقاصد کے لئے ہے۔ فائننس ایکٹ 1942 کی دفعہ 8(1) اور اس کے بعد کے تین سالوں کے دیگر فائننس ایکٹ میں اسی طرح کی دفعات کے تحت سرچارج "مرکزی حکومت کے مقاصد کے لئے" لگایا گیا تھا اور یہ کہ "مرکزی حکومت کے مقاصد" اور "وفاقی مقاصد کے لئے" کی اصطلاحات ایک جیسی نہیں تھیں بلکہ دو مختلف تصورات تھے۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 311 تشریح سے متعلق ہے لیکن اس دفعہ میں "وفاقی مقاصد" کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ دفعہ 313 کی ذیلی شق (3) میں، جو حصہ XIII میں عبوری دفعات سے متعلق ہے، یہ فراہم کیا گیا ہے:

دفعہ 313(3) "اس ایکٹ کی دفعات میں فی الوقت گورنر جنرل اور وفاقی حکومت کو حوالہ جات، سوائے ان معاملات کے جن کے بارے میں مذکورہ دفعات کے تحت گورنر جنرل کو اپنی صوابدید پر کام کرنے کی ضرورت ہے، کونسل میں گورنر جنرل کے حوالہ جات اور وفاق کے حوالہ کے طور پر سمجھا جائے گا، سوائے اس کے کہ جہاں حوالہ وفاق کے قیام کی طرف ہو، اسے برٹش انڈیا، کونسل میں گورنر جنرل یا گورنر جنرل کا حوالہ سمجھا جائے گا، جیسا کہ حالات اور سیاق و سباق کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

اس دفعہ کی بنیاد پر اس بات پر زور دیا گیا کہ حکومت ہند ایکٹ 1935 کی دفعہ 138(1) (بی) میں "وفاقی مقاصد" کی اصطلاح سے مراد وفاقی حکومت کے مقاصد ہیں، یعنی کونسل میں گورنر جنرل یا گورنر جنرل کا معاملہ جیسا کہ معاملہ ہو سکتا ہے اور اس تناظر میں یہ اصطلاح "مرکزی حکومت کے مقاصد" سے کم وسعت کی اصطلاح ہے۔ جنرل کلارا ایکٹ، 1897 کی دفعہ 3 (اے بی) (اے) میں "مرکزی حکومت" کی تعریف اس طرح کی گئی تھی:

دفعہ 3 (اے بی) "مرکزی حکومت" ہوگی

(الف) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے حصہ سوم کے آغاز کے بعد کیے جانے والے کسی بھی کام کے سلسلے میں وفاقی حکومت سے مراد ہے۔

جنرل کلارا ایکٹ کے دفعہ 18 اے میں "وفاقی حکومت" کی تعریف اس طرح کی گئی تھی:

دفعہ 18 اے "وفاقی حکومت" یہ کرے گی:

(الف) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے حصہ سوم کے آغاز کے بعد یا کیے جانے والے کسی بھی کام کے سلسلے میں، لیکن وفاق کے قیام سے پہلے، ان معاملات کے بارے میں جن کے بارے میں گورنر جنرل مذکورہ ایکٹ کی دفعات کے تحت فی الحال اپنی صوابدید پر عمل کرنے کے لئے ضروری ہے، گورنر جنرل، اور جیسا کہ دیگر معاملات کا تعلق ہے، کونسل میں گورنر جنرل؛ اور اس میں شامل ہوں گے:

(1) مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 124(1) کے تحت کسی صوبے کی حکومت کو تفویض کردہ فرائض

کے سلسلے میں صوبائی حکومت اس ذیلی دفعہ کے تحت دیے گئے اختیارات کے دائرہ کار میں کام کرتی ہے۔

اور

(2) چیف کمشنر کے صوبے کی انتظامیہ کے سلسلے میں چیف کمشنر مذکورہ ایکٹ کی دفعہ

94(3) کے تحت دیے گئے اختیارات کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرتا ہے۔

ان دفعات سے یہ دلیل دی گئی کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 میں "وفاقی حکومت" کی

اصطلاح کا مطلب صرف کونسل میں گورنر جنرل یا گورنر جنرل ہے لیکن جنرل کلارا ایکٹ میں تعریف کے

تحت "مرکزی حکومت" کی اصطلاح نہ صرف کونسل میں گورنر جنرل یا گورنر جنرل کو ظاہر کرتی ہے بلکہ اس

کے دائرہ کار میں کام کرنے والی صوبائی حکومتوں کو بھی شامل کرتی ہے۔ انہیں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ

1935 کی دفعہ 124(1) کے تحت دیا گیا اختیار۔ ہماری رائے میں یہ دلیل مکمل طور پر گمراہ کن ہے۔

وفاقی مقننہ کو قانون سازی کا اختیار دفعہ 100، ذیلی دفعات (1) اور (2) کے تحت دیا گیا تھا۔ پہلا ذیلی دفعہ وفاقی مقننہ کے اس اختیار سے متعلق ہے کہ وہ پہلی فہرست میں شامل اشیاء کے بارے میں قانون سازی کرے جو خاص طور پر وفاقی مقننہ کے اختیار میں تھی۔ لہذا وفاقی مقننہ کو فہرست 1 میں شامل کسی بھی موضوع کے بارے میں قانون سازی کرنے کا اختیار حاصل تھا اور آمدنی پر ٹیکس سے متعلق آئٹم 54 اس فہرست میں تھا۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اشیاء کو زیادہ سے زیادہ ممکنہ طول و عرض دیا جانا چاہئے۔ لیکن یہ عرض کیا گیا تھا کہ آئٹم 54 کے تحت طاقت چاہے کتنی ہی وسیع کیوں نہ ہو، دفعہ 138 (1)، معاہدہ (بی) میں موجود حدود سے مشروط ہے۔ اب "وفاقی مقاصد" کی وضاحت گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 میں نہیں کی گئی ہے، اور نہ ہی جنرل کلاز ایکٹ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ لیکن دفعہ 138 میں ہی کافی اشارے موجود ہیں کہ سرچارج کے طور پر وصول کی جانے والی رقم وفاق کے محصولات کا حصہ بنتی تھی اور اس طرح کے محصولات کو ان مقاصد کے لئے خرچ کیا جانا تھا جن کی نشاندہی کی گئی تھی۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 124 (4) کے تحت جہاں کسی صوبے یا وفاقی ریاست کو دفعہ 124 کے تحت اختیارات اور فرائض تفویض کیے گئے ہیں تو وفاق کی جانب سے صوبے یا وفاقی ریاست کو اتنی رقم ادا کی جائے گی جس پر اتفاق کیا جاسکے..... جنرل کلاز ایکٹ میں دی گئی تعریفوں کے مطابق "مرکزی حکومت کے مقاصد" کے الفاظ کا کوئی مختلف تصور نہیں تھا۔ حکومت ہند ایکٹ، 1935 کی دفعہ 138 (1) (بی) میں "وفاقی مقاصد" کے الفاظ کا استعمال۔

لہذا یہ درخواستیں ناکام ہو جاتی ہیں اور قیمت کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہیں۔ ایک سماعت کی فیس۔

درخواستیں مسترد کر دی گئیں۔

